بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمازِ عشا میں سنن و نوافل کا ثبوت

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ عشاء کی صرف سات رکعات ہیں، چار فرض اور تین وتر، اس کے علاوہ سنن و نوافل کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں۔ برائے مہربانی شرعی رہنمائی فرمائیے کہ باقی رکعات سنن و نوافل کا ثبوت کس دلیل سے ہے؟ نیز زید کی یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب

نمازِ عشاء کے چار فرضوں سے پہلے چار سنتِ غیر مؤکدہ ہیں، پھر فرضوں کے بعد دو سنتِ مؤکدہ اور دو نفل، پھر تین وتر کے بعد دو نفل ہیں، اور ان تمام رکعات کا ثبوت احادیثِ مبارکہ و آثار سے موجود ہے۔ فقہائے کرام نے بھی ان کی مشروعیت اور فضیلت کو احادیثِ نبویہ سے ثابت فرمایا ہے۔

لہٰذا زید کا یہ کہنا کہ عشاء میں فرض اور وتر کے علاوہ کسی سنت یا نفل کا ثبوت نہیں، احادیثِ نبویہ کے خلاف، باطل و مردود ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنی اس بات سے رجوع کرے اور توبہ کرے، اور اگر اس نے یہ بات اعلانیہ کہی ہو تو اس کی توبہ بھی اعلانیہ ہونی چاہیے۔

عشاء کے فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھنے کا ثبوت:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء سے پہلے چار رکعات پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں: "کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ قَبْلَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ" یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنے کو مستحب قرار دیتے تھے۔ (مختصر قیام اللیل للمروزی ص 88، فیصل آباد، پاکستان)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم عشاء سے پہلے چار رکعت پڑھنے کو جو مستحب قرار دیتے تھے، تو ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھا ہوگا یا آپ سے اس کی فضیلت سنی ہوگی۔ نیز فقہ حنفی کی معتبر کتاب **"الاختیار لتعلیل المختار"** میں حدیثِ مرفوع سے بھی یہ بات ثابت کی ہے، چنانچہ **اختیار** میں ہے: "وعن عائشة أنه - عليه الصلاة والسلام - «كان يصلي قبل العشاء أربعا، ثم يصلي بعدها أربعا ثم يضطجع" یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء سے پہلے چار رکعات پڑھا کرتے تھے، اور عشاء کے بعد چار رکعات پڑھا کرتے تھے، پھر لیٹ جاتے تھے۔ (الاختیار لتعلیل المختار، ج 1، ص 119، الحلبی۔، القاہرۃ)

نیز فقہائے کرام نے عشاء کو ظہر کی نظیر قرار دے کر بھی فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھنا مستحب قرار دیا، بلکہ ایک اور حدیثِ پاک سے بھی اس کا استدلال ہے، چنانچہ علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''یستدل له بعموم مارواه الجماعة من حديث عبدالله بن مغفل انه عليه السلام قال بين كل اذانين صلوة بين كل اذانين صلوة ثم قال فى الثالثة لمن شاء فهذامع عدم المانع من التنفل قبلها يفيد الاستحباب لكن كونها اربعا يتمشى على قول ابى حنيفة لانها الافضل عنده...... وانما قلنامع عدم المانع من التنفل لانه بعمومه يشمل التنفل قبل المغرب مع انه مكروه عندنا وعند مالك و كثير من السلف'' ترجمہ: عشاء کی چار قبلیہ سنتوں کے بارے میں اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا جاتا ہے، جو محدثین کی ایک جماعت نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "**ہر دو اذانوں (یعنی ہر اذان واقامت) کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں (یعنی ہر اذان واقامت) کے درمیان نماز ہے۔**" پھر تیسری مرتبہ فرمایا: "**اس کے لیے جو چاہے۔**" تو یہ حدیث ان رکعتوں کے مستحب ہونے کا فائدہ دیتی ہے، جبکہ نماز سے قبل نفل پڑھنا منع نہ ہو۔ لیکن ان کا چار ہونا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی بنیاد پر ہے؛ کیونکہ ان کے نزدیک چار رکعتیں افضل ہیں۔ اور یہ بات جو ہم نے کہی کہ نفل پڑھنے سے کوئی مانع نہ ہو، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث کے عموم میں مغرب سے پہلے نفل پڑھنا بھی شامل ہے، لیکن یہ ہمارے، امام مالک اور کثیر اسلاف کے نزدیک مکروہ ہے۔ (غنیہ، جلد 1، صفحہ 334، مطبوعہ کوئٹہ)

شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "وإن تطوع بأربع ركعات فحسن؛ لأن العشاء نظير الظهر من حيث أنه يجوز التطوع قبلها وبعدها" ترجمہ: اگر کوئی (عشاء سے پہلے) چار رکعتیں پڑھے تو یہ اچھا ہے؛ کیونکہ عشاء ظہر کی نظیر ہے، اس حیثیت سے کہ اس سے قبل اور بعد میں نوافل جائز ہیں۔ (المبسوط للسرخسی، جلد 1، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی)

عشاء کے بعد دو سنتِ مؤکدہ اور دو نوافل کا ثبوت:

نمازوں کی مؤکدہ سنتوں کی تعداد و فضیلت کے متعلق **مسلم، ابوداود، ترمذی اور نسائی** وغیرہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، والنظم لمسلم: ''ما من عبد مسلم يصلي لله كل يوم ثنتي عشرة ركعة تطوعا، غير فريضة، إلا بنى الله له بيتا في الجنة'' یعنی جو مسلمان بندہ اللہ عزوجل کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ تطوع کی بارہ رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔ (صحیح مسلم، باب فضل السنن الراتبہ، صفحہ 265، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اور **ترمذی شریف** کی روایت میں رکعات کی تفصیل بھی بیان ہوئی ہے، جن میں عشاء کے بعد دو مؤکدہ سنتوں کا بھی ذکر ہے، چنانچہ ترمذی میں ہے: "أربعا قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء، وركعتين قبل صلاة الفجر صلاة الغداة'' ترجمہ: چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، اور دو صبح کی نماز، یعنی نمازِ فجر سے پہلے۔ (سنن ترمذی، صفحہ 181، دار ابن کثیر)

اور یہ مؤکدہ اس وجہ سے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سنتوں پر مواظبت اختیار فرمائی، اور فقط ایک دو بار ہی کسی عذر کی وجہ سے ان میں سے کچھ کو ترک کیا، جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "وقد واظب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیھا ولم یترک شیأ منھا إلا مرۃ أو مرتین لعذر وھذا تفسیر السنۃ" ترجمہ: ان رکعتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اختیار فرمائی، اور کبھی ان میں سے کچھ ترک نہیں کیا، مگر ایک یا دو بار عذر کی وجہ سے، اور یہی سنت کی تفسیر ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد 1، صفحہ 636، کوئٹہ)

اور نمازِ عشاء کے بعد دو سنتیں مؤکدہ ہیں، لیکن چار پڑھنا افضل ہے؛ کیونکہ چار کی فضیلت حدیث میں بیان ہوئی ہے، چنانچہ **المعجم الاوسط للطبرانی** میں ہے: "من صلی قبل الظھر أربع رکعات کأنما تھجد بھن من لیلتہ، ومن صلاھن بعد العشاء کن کمثلھن من لیلۃ القدر" ترجمہ: جو ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے تو گویا اس نے اس رات کی تہجد پڑھی، اور جو عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے لیلۃ القدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ (المعجم الاوسط، جلد 6، صفحہ 254، دار القاہرہ)

نیز سنن ابو داؤد میں حدیث پاک ہے: "عن شریح بن ھانئ، عن عائشۃ رضي اللہ عنھا، قال: سألتھا عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقالت: "ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء قط فدخل علي إلا صلی أربع رکعات، أو ست رکعات" شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء پڑھنے کے بعد جب بھی میرے پاس آئے تو آپ نے چار رکعتیں یا چھ رکعتیں پڑھیں۔ (سننِ ابی داؤد، ص 213، مطبوعہ بیروت)

وتروں کے بعد دو رکعات پڑھنے کا ثبوت:

وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی حدیثوں سے ثابت ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ: "أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین" ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (سنن ترمذی، صفحہ 200، دار ابن کثیر)

صحیح ابن خزیمہ، المعجم الکبیر، صحیح ابن حبان اور دار قطنی وغیرہ میں ہے، والنظم للاول: "فإذا أوتر أحدکم فلیرکع رکعتین، فإن استیقظ، وإلا کانتا لہ" ترجمہ: جب تم میں سے کوئی وتر پڑھے تو اس کے بعد دو رکعتیں پڑھ لے، کہ اگر (تہجد کے لیے) اسے جاگ آگئی تو ٹھیک، ورنہ یہ دو رکعتیں تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ (صحیح ابن خزیمہ، جلد 1، صفحہ 470، مؤسسۃ الریان)

وتر اور وتر کے بعد نوافل کے متعلق صحیح مسلم میں حدیث پاک ہے: "عن أبي سلمۃ، قال: سألت عائشۃ، عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقالت: «کان یصلي ثلاث عشرۃ رکعۃ، یصلي ثمان رکعات، ثم یوتر، ثم یصلي رکعتین" حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال

کیا تو انہوں نے کہا : آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، آٹھ رکعتیں پڑھتے پھر وتر ادا فرماتے، پھر دو رکعتیں پڑھتے۔ (صحیح مسلم، ص268، مطبوعہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے "وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اس کی پہلی رکعت میں **اِذَا زُلْزِلَت**، دوسری میں **قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْن** پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اُٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔" (بہار شریعت، جلد1، صفحہ658، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا محمد ابو بکر عطاری مدنی

مصدق : مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر :GRW-23

تاریخ اجراء : 07رمضان المبارک 1442ھ/20اپریل 2021ء